مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید مسلک کی حمیت کے علمبردار

یہ امر شک و شبہ سے بالا ہے کہ شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کی شخصیت عصر حاضر میں نابغیت و عبقریت کی حامل تھی ۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں گوناگوں اوصاف سے متصف فرمایا تھا ۔ ظاہری حسن و جمال کے ساتھ ساتھ وہ باطنی حق اور صفائی قلب اور تزکیہ نفس کی حامل شخصیت تھے ۔ وہ جلال و جمال کے مرقع تھے ۔ ان کے ظاہر و باطن میں یکسانیت تھی ۔ وسعت ظرف ، حسن اخلاق ، معاملات میں صفائی ، اخلاق و کردار میں پاکیزگی ، زود فہمی ، دور اندیشی ، حق گوئی ، راستبازی اور سیاسی ژرف نگاہی ان کا لازمہ حیات تھے ۔ نفاق اور تضاد کے نہ قائل تھے نہ روادار ۔ قسام ازل سے بے شمار اوصاف و محامد لے کر پیدا ہوئے تھے ۔ اپنے معاصرین میں ہر اعتبار سے انہیں برتری و فوقیت حاصل تھی ۔ جرات و بے باکی میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے ۔ مسلک اہلحدیث کی حمیت اور اسلامی غیرت مبدا فیاض سے انہیں خوب ملی تھی ۔ علامہ صاحب کا خاندان اگرچہ شروع ہی سے مسلک اہلحدیث کا حامل اور عامل تھا ۔ علامہ مرحوم تاریخ کے ایسے دور میں عدم آباد سے کارخانہ ہست و بود میں تشریف لائے جبکہ سیالکوٹ میں علم و عرفان کا دریا بہ رہا تھا ۔ امام العصر حافظ محمد ابراہیم میر محدث سیالکوٹی رحمہ اللہ کا پورے برصغیر میں طوطی بولتا تھا ۔ دبستان میر کے چرچے ہر طرف جاری تھے ۔ مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی بھی اپنے علم و فضل کے جوت جگائے ہوئے تھے ۔ حافظ محمد شریف سیالکوٹی کی تبلیغی سرگرمیوں سے بیشتر نوجوان متاثر تھے ۔ سیالکوٹ کے رام طلائی کے میدان میں مسلم لیگ اور مجلس احرار کے اکابر کی معرکہ آرائیاں پورے جوبن پر تھیں ۔ ان کے کچھ بعد بطل حریت مولانا سید داؤد غزنویؒ کی ہمہ گیری ، شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل کی سلفیت ، محدث العصر استاذ العلماء حضرت گوندلوی رحمہ اللہ کی علمی نابغیت ، دینی عبقریت ۔ مولانا محمد حنیف ندوی کی ہمہ جہت اور سدا بہار اور دل آویز شخصیت کا سکہ رواں دواں تھا ۔ لیکن شہید ملت علامہ احسان الٰہی

ظہیر نے ان تمام چشمہ ہائے صافی سے استفادہ کے بعد توحید و سنت کی شمع فروزاں کی اور خون جگر سے مسلک اہلحدیث کے شجر کی آبیاری کی۔ اپنی ہڈیوں کی کھاد مہیا کر کے اس کو بلند و بالا کیا

تصنیف و تالیف، ادب و صحافت، تنظیم جماعت اور سیاسیات کی پرخار وادی میں کہیں کوئی بھی ایسا باب نہیں جہاں آپ نے داد شجاعت نہ دی ہو اور جریدہ عالم پر اپنے حسن اخلاق او حسن قیادت و سیادت کے نقوش ثبت نہ کئے ہوں اور اس سلسلہ میں ایک غیر فانی اور لازوال خدمات سرانجام نہ دی ہوں۔ علامہ مرحوم نے اہلحدیث کے تابناک ماضی کی روشنی میر مسلک کے فروغ و استحکام جماعتی تنظیم و اتحاد اور مستقبل میں علم و آگہی کا ایک ایسا خاکہ مرتب کیا کہ جماعت اہلحدیث اپنی عظمت رفتہ کو از سر نو حاصل کر سکے۔ اے کاش! آپ کی زندگ نے وفا کی ہوتی۔ اے کاش! خالق کائنات انہیں کچھ اور مہلت دے دیتا۔ اے کاش وہ حاسدوں کی نظربد سے بچ جاتے۔ اے کاش! شقی القلب درندہ صفت انہیں اپنی خون آشامی کا نشانہ نہ بناتا تو وہ اپنی خداداد صلاحیتوں، اپنے اونچے عزائم اور بلند مقاصد کی روشنی میں اس خاکہ میر رنگ بھر سکتے تو یقیناً آج ہماری جماعت موجودہ کسمپرسی کے اذیت ناک صورت حال سے نکل کر زندہ باوقار اور منظم جماعتوں میں سربرآوردہ حیثیت اختیار کر لیتی۔

اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں، ان گنت اوصاف، لامحدود محاسن و محامد سے علامہ صاحب آراستہ کیا تھا۔ لیکن بایں ہمہ میرے نزدیک ان کی سب سے بڑی خوبی جو تھی وہ یہ تھی کہ وہ او ، آخراً، ظاہراً، باطناً، ذہناً، لساناً اہلحدیث تھے اور ڈنکے کی چوٹ اہلحدیث تھے۔ علامہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ہمہ گیر، ہمہ جہت اور ایک عالمی شخصیت بنایا تھا۔ براعظم ایشیا، افریقہ، یورپ او امریکہ انکی تبلیغی اور سیاحت کی جولان گاہ تھے۔ وہ اونچی سے اونچی علمی، ادبی، تجارتی، صنعتی سوسائٹیوں میں جاتے رہے۔ اونچی سے اونچی سیاسی مجالس کو اپنی دل آویز شخصیت سے زعفران زار بناتے رہے۔ وہ جہاں گئے، جس ماحول میں پہنچے، جس سوسائٹی میں شرکت کی ا کی سج دھج میں کبھی کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ جہاں بھی گئے اپنے مسلک کے بارے میں ہمیشہ لاگ اور بے پناہ بن کر رہے۔ وہ پہلے اہلحدیث پھر پاکستانی، کافی عرصہ سے اہلحدیث علماء اور اہلحدیث کے نام لیوا دانشور مسلک اہلحدیث کے بارے میں نہ صرف مداہنت بلکہ احساس

کمتری کا شکار تھے ۔ علامہ صاحب کی بے باک شخصیت نے سب سے پہلے اہلحدیث کی اس کمزوری کو دور کیا اور اہلحدیث کا جمود توڑا ۔ اپنے علمی دبدبہ ' دینی طنطنہ اور سیاسی ہمہمہ سے اہلحدیث نوجوانوں میں مسلک کے بارے میں احساس برتری پیدا کیا ۔ اپنی حیات آفرین قیادت سے نوجوانوں کی ایک ایسی کھیپ تیار کردی جو مداہنت اور احساس کمتری کے خول سے نکل کر مسلک کے لئے تیغ براں کی شکل اختیار کر گئی ۔

ہماری قومی صحافت جو مسلک اہلحدیث کے بارے میں حیا و شرم کا حجاب اور نقاب اوڑھے ہوئے تھی ۔ علامہ صاحب کی بے پناہ قیادت اور مسلک اہلحدیث کے اظہار کی بے باکی نے قومی پریس کی رداء حجاب کو تار تار کر دیا ۔ علامہ مرحوم کا آخری پانچ سالہ دور حیات مسلک اہلحدیث کے اظہار کے لئے عہد خیر القرون کی حیثیت رکھتا ہے ۔ ہر روز لاہور ' کراچی ' راولپنڈی ' ملتان ' پشاور ' کوئٹہ کی قومی اخبارات میں ہیڈ لائنیں اہلحدیث کے نام سے شائع ہونا شروع ہو گئیں ۔ سہ کالمی ' چہار کالمی اور پنج کالمی سرخیاں تو روز مرہ تھا ۔ یوں معلوم ہوتا ہے قومی پریس کی دنیا کی محبوب ترین شخصیت علامہ احسان الہٰی ظہیر تھے ۔ علامہ احسان الہٰی ظہیرؒ جدھر جاتے پریس نمائندگان ان کے تعاقب میں رہتے ۔ مجھے یاد ہے اکتوبر ۱۹۸۷ یوتھ فورس کی مصالحت کے لئے آپ سمندری تشریف لائے ۔ فیصل آباد کے جنگ اور نوائے وقت کے نامہ نگار ' تین مرتبہ سمندری آتے جاتے رہے ۔ انہوں نے کہا ۔ کہ آپ کے پروگرام کا ہمیں آج ہی علم ہوا ۔ پہلے مفوضہ پروگرام سے جب فرصت ملتی تو ہم سمندری سے رابطہ قائم کرتے ۔ علامہ مرحوم ایک بہت بڑے سیاستدان اور ایک عظیم سیاسی جماعت کے عظیم عہدیدار ہونے کے باوجود مسلک اہلحدیث کے اظہار میں کبھی مداہنت اور مصالحت کا شکار ہوئے نہ کبھی اس باب میں کسی احساس کمتری کو اپنے قریب آنے دیا ۔ میرے سامنے گوجرانوالہ کے طالب علمی کے دور سے لے کر تادم واپسیں ان کی پوری زندگی پردہ سکرین پر گھومتی دکھائی دیتی ہے ۔ میرے سامنے مسلک کے سلسلہ میں ان کی بے باکی اور ان کی حمیت کے بے شمار واقعات ہیں ۔ جن کو حیطہ تحریر میں لانا ایک کتاب کا متقاضی ہے ۔ البتہ بالاختصار اشارہ چند واقعات پیش خدمت ہیں:

مدینہ یونیورسٹی

ہمارے واجب الاحترام دیوبندی علماء ، مسلک اہلحدیث اور علمائے اہلحدیث کے لئے شرح صدر سے خالی بلکہ انقباض صدر کے حامل ہیں۔ دار العلوم دیوبند میں بحیثیت اہلحدیث کسی طالب علم کو داخلہ نہیں ملتا۔ دار الحدیث رحمانیہ دہلی ، مدرسہ احمدیہ سلفیہ دھربھنگہ اور جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ارباب دار العلوم دیوبند کی تنگ مزاجیوں اور تنگ ظرفیوں کی رد عمل میں قائم ہوئے تھے۔

غالباً ۱۹۵۳ یا ۱۹۵۴ کی بات ہے قاری محمد طیب مرحوم نے ساٹھ سے زائد اہلحدیث طالب علموں کو دار العلوم دیوبند سے اہلحدیث ہونے کے جرم میں خارج کردیا۔ اس پر پریس میں خاصی لے دے ہوئی۔ ماہنامہ " الریاض " کراچی کے ایڈیٹر سید رئیس احمد جعفری ندوی مرحوم نے ان کے خلاف بڑا زور دار مضمون لکھا۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی نے ہفت روزہ " الاعتصام " میں بھی اس پر خوب گرفت کی لیکن یہی دیوبندی علماء جب سعودی عرب خصوصاً مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جاتے ہیں تو اپنے کو سلفی شو کرتے ہیں یا کم از کم سلفیوں سے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ چنانچہ دار العلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب مرحوم جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ اور جامعہ اسلامیہ کے طلبہ سے خطاب کیا تو قاری صاحب نے ہندوستان کے سلفیوں سے اپنے خوشگوار تعلقات کا اظہار کیا۔ اس بین الاقوامی مجلس میں علامہ احسان الٰہی ظہیر بھی موجود تھے جو اس وقت جامعہ اسلامیہ میں زیر تعلیم تھے۔ کھڑے ہو کر قاری صاحب سے مخاطب ہوئے اور کہا آپ غلط بیانی سے کیوں کام لیتے ہیں؟ جبکہ آپ اس قدر متعصب حنفی ہیں کہ محض اہلحدیث ہونے کی وجہ سے آپ نے ساٹھ اہلحدیث طلبہ دار العلوم سے خارج کر دئے۔ بس پھر کیا تھا قاری صاحب کے پسینے چھوٹ گئے۔ علامہ مرحوم کی مسلکی حمیت کے سامنے قاری طیب ؒ کی مجلس جم نہ سکی۔

مشترکہ اجلاس مسلم مسجد لاہور

مارچ ۱۹۷۸ کی بات ہے کہ تحریک نظام مصطفیٰ کی پہلی سالگرہ کے طور پر مسلم مسجد میں مشترکہ جماعتوں کا اجتماع تھا جس میں نوابزادہ نصر اللہ خاں ، چوہدری ظہور الٰہی مرحوم ، مفتی محمود

مرحوم ' اشرف خان ' حافظ عبد القادر روپڑی ' مولانا جان محمد عباسی ' مولانا عبد الستار خان نیازی ' علامہ احسان الٰہی ظہیر اور دیگر قائدین شامل ہوئے تھے ۔ مولانا جان محمد عباسی ' حافظ عبد القادر روپڑی ' مفتی محمود مرحوم اور اشرف خاں کے بعد علامہ صاحب کا خطاب تھا ۔ ان سطور کا راقم اور مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی مرحوم بنفس نفیس کامونکی سے جلسہ سننے کے لئے حاضر ہوئے تھے ۔ اشرف خاں نے اپنی تقریر کو کامیاب کرنے کے لئے قرآنی آیات کا سہارا لیا ۔ لیکن خاکساروں کی روایت کے مطابق آیات غلط پڑھیں ۔ علامہ صاحب نے ان کے بعد خطاب فرمایا ۔ مختصر خطاب کے بعد پہلے تو اشرف خاں کو ٹوکا کہ جب تمہیں قرآن کی آیات ضبط نہیں تو اس قسم کی جسارت کیوں کرتے ہو ۔ پھر فرمایا کہ ہم نہ حریف اقتدار ہیں نہ حلیف اقتدار ۔ ہم شاہ اسماعیل شہید کے روحانی فرزند ہیں ۔ ہم اہلحدیث ہیں اور توحید و سنت کے مشن کے علمبردار ۔ ہم برصغیر میں مکمل اسلام کے نفاذ کے لئے دو سو سال سے قربانیاں دے رہے ہیں ۔ ہم یہاں صرف اسلام کا نفاذ چاہتے ہیں ۔ اسلام نوابزادہ نصر اللہ خاں لے آئیں ۔ نورانی لے آئیں ۔ مفتی صاحب لائیں ۔ عباسی صاحب لائیں یا چوہدری ظہور الٰہی لے آئیں ہم ان کی جوتیوں کو اٹھانا اپنے لئے سعادت سمجھیں گے ۔ لیکن اگر وہ اسلام نہ لائیں تو ہماری جوتیاں ہوں گی اور ان کے سر ہوں گے ۔ اہلحدیث کا قول بے لچک ہوتا ہے ۔ پھر مزید کھل کر کہتے ہیں کہ ضیاء صاحب ہم نے ۷۷ میں بے مثال قربانیاں نظام بدلنے کے لئے دی تھیں ۔ جو سینے بھٹو کی گولیوں کا رخ موڑ سکتے ہیں وہ آپ کے ٹینکوں کا رخ بھی موڑ سکتے ہیں ۔ پھر سن لیں جو پھانسی کا پھندا بھٹو کے پیچ آ سکتا ہے وہ آپ کے پیچ بھی آ سکتا ہے ۔ علامہ صاحب کی تقریر نے مجمع کو آتش بدامن کر دیا ۔ ان کے بعد کسی کی تقریر نہ جم سکی ۔

فیصل آباد

مولانا تاج محمود مرحوم نے آغا شورش کاشمیری کی یاد میں ڈسٹرکٹ کونسل ہال میں ماہ دسمبر میں ایک جلسہ منعقد کیا ۔ اس میں شاہی مسجد کے مولانا عبد القادر اس وقت کے وزیر جاوید ہاشمی ' نوابزادہ نصر اللہ خاں اور دیگر سربرآوردہ شخصیتیں بھی موجود تھیں ۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر بھی تشریف لائے ہوئے تھے ۔ مولانا تاج محمود مرحوم نے نامعلوم کیوں علامہ صاحب کے بارے

میں انشراح سے کام نہ لیا ۔ علامہ مرحوم بڑی حساس طبیعت کے مالک تھے ۔ چنانچہ جب علامہ صاحب مائک پر تشریف لائے تو ہال خطیب ملت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا ۔ علامہ صاحب نے فرمایا کہ میں اہلحدیث ہوں ۔ اہلحدیث کسی حکمران کے فتراک کا نخچیر نہیں ہوتا ۔ بلکہ وہ حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کرتا ہے ۔ یہاں شریک اقتدار بھی بیٹھا ہے اور حلیف اقتدار بھی ۔ وہ کان کھول کر سن لیں ۔ اگر یہاں اسلام نافذ نہ کیا گیا تو تمہارا انجام بخیر نہ ہوگا ۔ ضیاء الحق ہمیں کھلونے دے کر بہلا رہے ہیں اور وعدہ فردا پر ٹال رہے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام آ رہا ہے اسلام جا رہا ہے ۔ اسلام نہ ہوا ہیلی کاپٹر ہوا ۔ اہلحدیث اس راہ میں مرجائے گا ' مٹ جائے گا ' جان کی بازی لگا دے گا لیکن اسلام کے نفاذ میں کسی رکاوٹ کو برداشت نہیں کرے گا ۔ اہلحدیث ناقابل خرید اور ناقابل فروخت ہوتا ہے ۔ اقتدار کے چرنوں میں بیٹھنا اور حکمرانوں کی ہاں میں ہاں ملانا مسلک اہلحدیث کی غیرت اور ہمارے تابناک ماضی کی حمیت کے خلاف ہے ۔

سہ جماعتی اتحاد

ضیاء الحق کی آمریت کو ختم کرنے جمہوریت کی بحالی اور اسلام کے نفاذ کے لئے تین دینی جماعتوں کا سیاسی اکٹھ ہوا یعنی جمعیت اہلحدیث پاکستان علامہ احسان الٰہی ظہیر گروپ ' جمعیت علمائے پاکستان ' جمعیت علماء اسلام درخواستی گروپ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئے ۔ ایک میٹنگ میں مجھے بھی شمولیت کا موقع ملا ۔ اس میں مولانا زاہد الراشدی ایک دو اور دیوبندی بزرگ ' مولانا عبد الستار نیازی ' ملک اکبر ساقی ایک کوئی قاری صاحب تھے ۔ جمعیت اہلحدیث کی طرف سے علامہ احسان الٰہی شہید " مولانا حبیب الرحمان یزدانی " اور راقم تھے ۔ ہر میٹنگ جمعیت علمائے پاکستان کے دفتر میں منعقد ہوئی ۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد ہونے کے ناطے سے دیوبندی اور بریلوی ایک مقام پر باہمی قریب ہوگئے ۔ اور علامہ احسان الٰہی ظہیر سے مسلک اہلحدیث کے سلسلہ میں کچھ لچک اور نرمی پیدا کرنے کی درخواست کی ۔ علامہ صاحب نے فرمایا ۔ ہر چیز میں لچک پیدا ہو سکتی ہے ۔ ہر بات میں کچھ لو اور کچھ دو کا فارمولا بروئے کار لایا جا سکتا ہے لیکن مسلک اہلحدیث کے باب میں مداہنت ' مسامحت اور لچک کسی صورت میں ناقابل

برداشت اور ناقابل تسلیم ہے ۔ ہم اہلحدیث پہلے ہیں باقی سب کچھ بعد میں ہیں ۔ ہم ایسی سیاست پر تین حرف بھیجتے ہیں جس سے مسلک اہلحدیث ہاتھ سے چھوٹ جائے ۔ ہم کوئی ایسا اتحاد نہیں چاہتے جس سے ہمارے مسلک پر آنچ آتی ہو ۔ غرض علامہ صاحب جس مجلس میں جاتے ڈنکے کی چوٹ اپنے اہلحدیث ہونے کا اعلان کرتے ۔ نوابزادہ نصر اللہ خاں ' ایئر مارشل اصغر خان ' شاہ احمد نورانی ' مولانا عبد الستار نیازی ' مولانا محمد حیات ' کوثر نیازی ' قاضی حسین احمد ' پروفیسر غفور احمد ' خان عبد الولی خان ' میر شیرباز مزاری ' پیر پگاڑہ ' چوہدری ظہور الٰہی ' محمد خان جونیجو ' غلام مصطفیٰ جتوئی ' خواجہ محمد صفدر ' خان غلام دستگیر خان ' میاں زاہد سرفراز ' ایم حمزہ ' نواب افتخار احمد انصاری ' مسٹر محمد حنیف رامے ' ملک حاکمین ' میاں محمود علی قصوری ' میاں خورشید محمود قصوری ' مولانا جان محمد عباسی ' اشرف خاں ' آغا شورش کاشمیری ' الیس ' ایم ظفر ' مسٹر اعتزاز احسن جیسے کتنے ہی اونچے درجے کے سیاسی لیڈر ' ممتاز دانشور ' مشہور ادیب ' معروف خطیب اور بلندپایہ اسکالر ہیں جن سے علامہ شہید کے والہانہ تعلقات قائم تھے ۔ لیکن علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کسی بھی موڑ پر مسلک اہلحدیث کے بارے میں نہ پسپائی دکھائی ' نہ مداہنت کا مظاہرہ کیا ۔ نہ احساس کمتری کا شکار ہوئے ' بلکہ ہر مجلس میں یہ امر واضح کیا کہ اہلحدیث اسلام کے ترجمان ہیں ۔ اہلحدیث ہی اس ملک میں اسلام کا نفاذ چاہتے ہیں ۔ واقعات تو بے شمار ہیں ۔ پھر کسی دوسری مجلس میں ان پر خامہ فرسائی کی جائے گی ۔

الغرض علامہ احسان الٰہی ظہیر مسلک کی حمیت کے اعتبار سے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے صحیح جانشین تھے ۔ مسلک کے اظہار میں کوئی بڑی سے بڑی شخصیت ' بڑے سے بڑا مفاد ' بڑی سے بڑی مصلحت رکاوٹ نہ بن سکتی ۔ وہ شیران غاب سے بڑھ کر بہادر انسان تھے ۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی جامع کمالات ' جامع صفات ' جامع حیثیات شخصیت لیل و نہار کی لاکھوں نہیں کروڑوں گردشوں کے بعد جنم لیتی ہے اور اب چراغ رخ زیبا لے کر ڈھونڈنے سے بھی وہ نہیں مل سکتے ۔ ہم کہاں کہاں ان کو فراموش کر سکتے ہیں ۔ زندگی کا ہر موڑ ان کی یاد کو تازہ کرتا اور ان کی ضرورت و اہمیت کو واضح کرتا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ صدیوں بعد ہمیں ایک ہیرا اور لعل و یاقوت ملا تھا جس کی چمک دمک سے سب کی آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں ۔ ظالموں '

سنگدلوں ، وحشیوں اور درندہ صفت انسانوں نے ہم سے چھین لیا لیکن ہم خالق کائنات کو گواہ ٹھہرا کر یہ عہد کرتے ہیں کہ جیتے جی ان کے مشن سے نہ صرف منہ نہیں موڑیں گے بلکہ ان کے مشن کی کامیابی کے لئے خون جگر کی آمیزش سے اسے زندہ و تابندہ اور درخشندہ رکھیں گے اور اپنی ہڈیوں کی کھاد سے اسے پروان چڑھائیں گے انشاء اللہ العزیز۔ علامہ مرحوم کے مشن سے غداری کرنے والوں کو کبھی معاف نہیں کریں گے بلکہ قبر کی دیواروں تک ان کا تعاقب جاری رکھیں گے۔

مُعاشرہ کی مُہلک بیماریاں اور اُن کا عِلاج

تالیف شیخ احمد بن حجر

مکتبہ قدوسیہ
اہل حدیث مارکیٹ
غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور